رشید احمد صدیقی

(۱۸۹۲ء-۱۹۷۷ء)

رشید احمد صدیقی قصبہ مڑیا ہو، ضلع جون پور، (یو۔پی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور میٹرک تک تعلیم جون پور کے سکول سے حاصل کی۔ مالی حالات سے مجبور ہو کر ضلع کچہری جون پور میں کلرک بھرتی ہوگئے، ساتھ ساتھ تعلیم بھی جاری رکھی اور ایم اے او کالج، علی گڑھ سے ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا۔ بعد میں طالب علمی کے زمانے سے ہی انشائیہ طرز کے مزاحیہ مضامین لکھنے شروع کیے اور تادمِ آخر لکھتے رہے۔ وہ ۱۹۲۲ء میں شعبہ درس و تدریس سے منسلک ہوگئے اور جب علی گڑھ کالج، یونیورسٹی بن گیا تو ترقی پا کر علی گڑھ یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو کے منصب تک جا پہنچے۔ اس طرح انھوں نے علمی و ادبی طور پر ایک بھرپور زندگی بسر کی۔ ۱۵۔ جنوری ۱۹۷۷ء کو رشید احمد صدیقی کا انتقال ہوا وہ علی گڑھ یونیورسٹی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

رشید احمد صدیقی نے مضمون نگاری، خاکہ نگاری اور خطوط نگاری کے میدان میں بھی شہرت حاصل کی۔ وہ اپنے عہد کے ایک نامور انشاپرداز تھے۔

رشید احمد صدیقی کو علی گڑھ سے خاص اُنس تھا۔ ان کی تحریروں میں علی گڑھ کی یادیں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں اور ان کے مزاج میں شائستگی اور خوش طبعی کے وافر عناصر ملتے ہیں۔ ان کا اسلوب بیان نہایت خوب صورت ہے۔ ان کے طنز و مزاح میں گہرا شعور پایا جاتا ہے۔ ان کی اہم تصانیف میں "طنزیات و مضحکات"، "مضامینِ رشید"، "گنج ہائے گراں مایہ"، "ہم نفسانِ رفتہ"، "ہمارے ذاکر صاحب"، "آشفتہ بیانی میری"، "اُردو غزل" اور "مکاتیب رشید احمد صدیقی" شامل ہیں۔

رشید احمد صدیقی کے علمی، ادبی اعزازات میں پدم شری ایوارڈ کے علاوہ ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ سمیت کئی دیگر ایوارڈ شامل ہیں۔

Web version of PECTAA. Not for Sale

سبق: ۷

چار پائی

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کو صنفِ انشائیہ کے بارے میں بنیادی باتیں بتانا۔
- انشائیہ نگاری کی روایت اور ارتقا کا جائزہ لینا۔
- رشید احمد صدیقی کی ادبی خدمات سے روشناس کرانا۔
- طلبہ کو بتانا کہ ''چار پائی'' میں حقیقت نگاری، ادبی لطافت، رنگِ مزاح اور متنوّع کیفیات ایک ساتھ جلوہ گر ہیں۔

Web version of PECTAA Not for Sale

چار پائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ہم اسی پر پیدا ہوتے ہیں اور یہیں سے مدرسے، آفس، جیل خانے، کونسل، یا آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ چار پائی ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ ہم اس پر دوا کھاتے ہیں، دعا اور بھیک بھی مانگتے ہیں۔ کبھی فکرِ سخن کرتے ہیں اور کبھی فکرِ قوم۔ اکثر فاقہ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ ہم کو چار پائی پر اتنا ہی اعتماد ہے جتنا برطانیہ کو آئی۔سی۔ایس پر، شاعر کو قافیہ پر یا طالبِ علم کو غل غپاڑے پر۔

چار پائی کی مثال ریاست کے ملازم سے دے سکتے ہیں۔ یہ ہر کام کے لیے ناموزوں ہوتا ہے، اس لیے ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ایک ریاست میں کوئی صاحب ''ولایت پاس'' ہو کر آئے۔ ریاست میں کوئی اسامی نہ تھی جو ان کو دی جاسکتی۔ آدمی سوجھ بوجھ کے تھے، راجا صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی کہ کوئی جگہ نہ ملی تو وہ لاٹ صاحب سے طے کر آئے ہیں۔ راجا صاحب ہی کی جگہ پر اکتفا کریں گے۔ ریاست میں ہلچل مچ گئی۔ اتفاق سے ریاست کے سول سرجن رخصت پر گئے ہوئے تھے، یہ ان کی جگہ پر تعینات کر دیے گئے۔ کچھ دنوں بعد سول سرجن صاحب واپس آئے تو انجینئر صاحب پر فالج گرا۔ ان کی جگہ ان کو دے دی گئی۔ آخری بار یہ خبر سنی گئی کہ وہ ریاست کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہو گئے تھے اور اپنے ولی عہد کو ریاست کے ولی عہد کا مصاحب بنوا دینے کی فکر میں تھے۔

یہی حالت چار پائی کی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان ملازم صاحب سے کہیں زیادہ کار آمد ہوتی ہے۔ فرض کیجیے آپ بیمار ہیں، سفرِ آخرت کا سامان میسر ہو یا نہ ہو، اگر چار پائی آپ کے پاس ہے تو دنیا میں آپ کو کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔ دوا کی پُڑیا تکیے کے نیچے، جوشاندے کی دیگچی سرہانے رکھی ہوئی، چار پائی کے نیچے میلے کپڑے، بچّوں کے کھلونے، جھاڑو، آش جو، روئی کے پھائے، کاغذ کے ٹکڑے، مچھر، بھنگے، گھر یا محلے کے دو ایک بچّے، جن میں ایک آدھ زکام خسرے میں مبتلا۔ اچھے ہو گئے تو بیوی نے چار پائی کھڑی کر کے غسل کرا دیا، ورنہ آپ کے دشمن اسی چار پائی پر لبِ گور لائے گئے۔

ہندوستانی گھرانوں میں چار پائی کو ڈرائنگ روم، سونے کا کمرہ، غسل خانہ، قلعہ، خانقاہ، دوا خانہ، صندوق، کتاب گھر، شفا خانہ، سب کی

حیثیت، کبھی کبھی بہ یک وقت ورنہ وقت وقت پر حاصل رہتی ہے۔ کوئی مہمان آیا، چارپائی نکالی گئی۔ اس پر ایک نئی دری بچھا دی گئی، جس کے تہ کے نشان ایسے معلوم ہوں گے جیسے کسی چھوٹی سی اراضی کو مینڈوں اور نالیوں سے بہت سے مالکوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور مہمان صاحب مع اچکن، ٹوپی، بیگ، بقچی کے بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار ہو گیا کہ مہمان بے وقوف ہے یا میزبان بدنصیب! چارپائی ہی پر ان کا منھ ہاتھ دھلوایا اور کھانا کھلایا جائے گا اور اسی چارپائی پر یہ سو رہیں گے۔ سو جانے کے بعد ان پر سے مچھر مکھی اسی طرح اڑائی جائے گی جیسے کوئی پھیری والا اپنے خوانچے پر سے جھاڑو نما مورچھل سے مکھیاں اڑا رہا ہو۔

چارپائی پر سوکھنے کے لیے اناج پھیلایا جائے گا، جس پر تمام دن چڑیاں حملے کرتی، دانے چگتی اور گالیاں سنتی رہیں گی۔ کوئی تقریب ہوئی تو بڑے پیمانے پر چارپائی پر آلو چھیلے جائیں گے۔ ملازمت میں پنشن کے قریب ہوتے ہیں تو جو کچھ رخصت جمع ہوئی رہتی ہے، اس کو لے کر ملازمت سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چارپائی پنشن کے قریب پہنچتی ہے تو اس کو کسی کال کوٹھری میں داخل کر دیتے ہیں اور اس پر سال بھر کا پیاز کا ذخیرہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ دیہات کے ایک میزبان نے پیاز ہٹا کر اس خاکسار کو ایسی ہی ایک پنشن یافتہ چارپائی پر اسی کال کوٹھری میں بچھا دیا تھا اور پیاز کو چارپائی کے نیچے اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ اس رات کو مجھ پر آسمان کے اتنے ہی طبق روشن ہو گئے تھے، جتنی ساری پیازوں میں چھلکے تھے اور وہ یقیناً چودہ سے زیادہ تھے۔

چارپائی ایک اچھے بکس کا بھی کام دیتی ہے۔ تکیے کے نیچے ہر قسم کی گولیاں، جن کے استعمال سے آپ کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتا، ایک آدھ روپیا، چند دھیلے پیسے، اسٹیشنری، کتابیں، رسالے، جاڑے کے کپڑے، تھوڑا بہت ناشتا، نقشِ سلیمانی، فہرست دواخانہ، سمن، جعلی دستاویز کے کچھ مسودے، یہ سب چارپائی میں آباد ملیں گے۔ میں ایک ایسے صاحب سے واقف ہوں جو چارپائی پر لیٹے لیٹے ان میں سے ہر ایک کو، اجالا ہو یا اندھیرا، اس صحت کے ساتھ آنکھ بند کر کے نکال لیتے اور پھر رکھ دیتے، جیسے حکیم نابینا صاحب مرحوم اپنے لمبے چوڑے بکس میں سے ہر مرض کی دوائیں نکال لیتے اور پھر رکھ دیتے۔

حکومت بھی چارپائی ہی پر سے ہوتی ہے۔ خاندان کے کرتا دھرتا چارپائی ہی پر براجمان ہوتے ہیں۔ وہیں سے ہر طرح کے احکام جاری ہوتے رہتے ہیں اور گناہ گار کو سزا بھی وہیں سے دی جاتی ہے۔ آلاتِ سزا میں ہاتھ، پاؤں، زبان کے علاوہ ڈنڈا، جوتا، تاملوٹ بھی ہیں جنھیں اکثر پھینک کر مارتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ توقف کرنے میں غصّے کا تاؤ دھیما نہ پڑ جائے اور ان آلات کو مجرم پر استعمال کرنے کے بجائے اپنے اوپر استعمال کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہونے لگے۔

چارپائی ہی کھانے کا کمرہ بھی ہوتی ہے۔ باورچی خانے سے کھانا چلا اور اس کے ساتھ پانچ سات چھوٹے بڑے بچے، اتنی ہی مرغیاں، دو ایک کتے، بلّی اور بے شمار مکھیاں آ پہنچیں۔ سب اپنے قرینے سے بیٹھ گئیں۔ صاحبِ خانہ صدرِ دسترخوان ہیں۔ ایک بچہ زیادہ کھانے پر مار کھاتا ہے، دوسرا بدتمیزی سے کھانے پر، تیسرا کم کھانے پر، چوتھا زیادہ کھانے پر اور بقیہ اس پر کہ ان کو مکھیاں کھائے جاتی ہیں۔ دوسری طرف بیوی مکھی اُڑاتی جاتی ہے اور شوہر کی بدزبانی سنتی اور بدتمیزی سہتی جاتی ہے۔ کھانا ختم ہوا۔ شوہر شاعر ہوئے تو ہاتھ دھو کر فکرِ سخن میں چارپائی ہی پر لیٹ گئے۔ کہیں دفتر میں ملازم ہوئے تو اس طرح جان لے کر بھاگے جیسے گھر میں آگ لگی ہے۔ اور کوئی مذہبی آدمی

Web version of PECTAA Not for Sale

ہوئے تو اللہ کی یاد میں قیلولہ کرنے لگے، بیوی بچے بدن دبانے اور بد دعائیں سننے لگے۔

چارپائی ہندوستان کی آب وہوا، تمدّن ومعاشرت، ضرورت اور ایجاد کا سب سے بھر پور نمونہ ہے۔ ہندوستان اور ہندوستانیوں کے مانند ڈھیلی ڈھالی، شکستہ حال، بے سروسامان لیکن ہندوستانیوں کی طرح غالب اور حکمران کے لیے ہر قسم کا سامانِ راحت فراہم کرنے کے لیے آمادہ۔ کوچ اور صوفے کے دل دادہ اور ڈرائنگ روم کے اسیر اس راحت وعافیت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جو چارپائی پر میسّر آتی ہے! شعرا نے انسان کی خوشی اور خوش حالی کے لیے کچھ باتیں منتخب کر لی ہیں، مثلاً: سچّے دوست، شرافت، فراغت، اور گوشۂ چمن۔ ہندوستان جیسے غریب ملک کے لیے عیش وفراغت کی فہرست اس سے مختصر ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک تو صرف ایک چارپائی ان تمام لوازم کو پورا کرسکتی ہے۔

بانوں کی ٹوٹی ہوئی چارپائی ہے جسے مکّا کے کھیت میں بطور مچان باندھ دیا گیا ہے۔ ہر طرف جھومتے لہلہاتے کھیت ہیں۔ بارش نے گردوپیش کو شگفتہ وشاداب کر دیا ہے، دُور دُور جھیلیں جھمکتی جھلکتی نظر آتی ہیں جن میں طرح طرح کے آبی جانور اپنی اپنی بولیوں سے برسات کی عمل داری اور مزے داری کا اعلان کرتے ہیں۔

مچان پر بیٹھا ہوا کسان کھیت کی رکھوالی کر رہا ہے، اس کے یہاں نہ آرائش ہے نہ آسائش، نہ علم وفضل، نہ دولت واقتدار لیکن یہ سب چارپائی پر بیٹھے ہوئے اسی کسان کی محنت کا کرشمہ ہیں۔ پھر ایک دن آئے گا جب اس کی پیداوار کو چور، مہاجن یا زمیندار لُوٹ لیں گے اور اسی چارپائی پر اس کو سانپ ڈس لے گا اور قصہ پاک ہو جائے گا۔

برسات ہی کا موسم ہے۔ گاؤں میں آموں کا باغ کبھی دھوپ کبھی چھاؤں، کوئل کوکتی ہے، ہوا لہکتی ہے۔ گاؤں کے لڑکے لڑکیاں دھوم مچا رہی ہیں۔ کہیں کوئی پکّا ہوا آم ڈال سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔ سب کے سب جھپٹتے ہیں۔ جس کو مل گیا، وہ ہیرو بن گیا جس کو نہ ملا اس پر سب نے ٹھٹھے لگائے۔ یہی لڑکے لڑکیاں جو اس وقت کسی طرح قابلِ التفات نظر نہیں آتیں، کسے معلوم آگے چل کر زمانہ اور زندگی کی کن نیرنگیوں کو اجاگر کریں گے، کتنے فاقے کریں گے، کتنے فاتح بنیں گے، کتنے نام ور اور نیک نام، کتنے گم نام ونافرجام اور یہ خاکسار ایک کھرّی چارپائی پر اس باغ میں آرام فرما رہا ہے۔ چارپائی باغبان کی ہے، باغ کسی اور کا ہے، لڑکے لڑکیاں گاؤں کی ہیں۔ میرے حصّے کا صرف آم ہے۔ ایسے میں جو کچھ دماغ میں نہ آئے تھوڑا ہے یا جو تھوڑا دماغ میں ہے وہ بھی نکل جائے تو کیسا تعجب!

پھر عالمِ تصور میں ایسی کائنات تعمیر کرنے لگتا ہوں جو صرف میرے لیے ہے جو میرے ہی اشارے پر بنتی بگڑتی ہے، دوسروں کو اس کا اسیر دیکھ کر چونک پڑتا ہوں۔ پھر یہ محسوس کر کے کہ میں ان لوگوں سے اور خود زمانہ اور زندگی سے علیحدہ بھی ہوں۔ کچھ دیر کے لیے اونگھنے لگتا ہوں۔ ممکن ہے اونگھنے میں پہلے سے مبتلا ہوں۔

(مضامینِ رشید)

Web version of PECTAA Not for Sale

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں:

(الف) سبق میں ریاست کے ملازم اور چارپائی میں کون کون سی مشابہت بتائی گئی ہے؟
(ب) متن کے مطابق چارپائی کے نیچے کیا کچھ جمع ہوتا ہے؟
(ج) ''ورنہ آپ کے دشمن اسی چارپائی پر لبِ گور لائے گئے۔'' اس جملے کی وضاحت کریں۔
(د) مصنف کا ''پنشن یافتہ چارپائی'' سے کس طرح پالا پڑا؟
(ہ) چارپائی پر سے حکومت کیسے ہوتی ہے؟

۲۔ متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پر کریں:

(الف) چارپائی پر سوکھنے کے لیے ـــــ پھیلایا جائے گا۔
(ب) چارپائی پنشن کے قریب پہنچتی ہے تو اس کو کسی ـــــ میں داخل کر دیتے ہیں۔
(ج) چارپائی ایک اچھے ـــــ کا بھی کام دیتی ہے۔
(د) صاحبِ خانہ صدر ـــــ ہیں۔
(ہ) اور کوئی مذہبی آدمی ہوئے تو اللہ کی یاد میں ـــــ کرنے لگے۔

انشائیہ: انشائیہ نثری ادب کی وہ صنف ہے جو مضمون سے الگ انداز رکھتی ہے۔ انشائیہ میں انشائیہ نگار آزادانہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے جس میں اس کی شخصیت کا پہلو نظر آتا ہے۔ کسی خاص نتیجہ کے بغیر بات کو ختم کرتا ہے۔ انشائیہ میں دل چسپ بیان، غیر رسمی انداز، خوش گوار حیرت اور نظریے کے تیکھے پن کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ رشید احمد صدیقی کا زیرِ نظر سبق ''چارپائی'' ایک بہترین انشائیہ ہے۔

۳۔ انٹرنیٹ کے ذریعے سے ڈاکٹر وزیر آغا کا تحریر کردہ کوئی انشائیہ تلاش کرکے اپنے دوستوں کو سنائیں۔

خاکہ: خاکہ کے لغوی معنی ابتدائی نقشہ یا ڈھانچا کے ہیں۔ خاکہ سے مراد کسی شخص کی لفظی تصویر کشی ہے۔ خاکہ کو شخصی مرقع یا شخصیت نگاری بھی کہتے ہیں۔ خاکہ نگار کو خاکے کا موضوع بننے والی شخصیت کے مزاج سے مکمل آگاہی ہونی چاہیے۔ بنیادی طور پر خاکہ اختصار، جامعیت اور دل آویز زبان و بیان کا حامل ہوتا ہے۔

۴۔ اپنے پسندیدہ استادِ محترم کا تعارفی خاکہ تحریر کریں اور اپنے دوستوں کو سنائیں۔

رسیدات: رسید کے معنی وصول کرنا، پہنچنا، رسائی وغیرہ کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں رسید وہ تحریر ہے جس میں کسی شے کے پہنچنے یا وصول ہونے کا مضمون ہو۔ قانونی لحاظ سے رقم یا سامان وصول کرنے کی باقاعدہ تحریر جس میں وصول کرنے والے اور گواہوں کے دستخط موجود ہوں۔

Web version of PECTAA Not for Sale

۵۔ فرض کریں کہ آپ نے کسی سے ساٹھ ہزار روپے قرض لیے ہیں۔ اس حوالے سے ایک رسید لکھیں۔

٦۔ مرکّب لفظ کا نصف اوّل کالم "الف" میں جب کہ اس کا نصف دوم کالم "ب" میں موجود ہے، انھیں جوڑیے اور کالم "ج" میں پورا مرکّب لفظ لکھیے۔ جیسے: اوڑھنا بچھونا

کالم:الف	کالم:ب	کالم:ج
گُل	دوش	
نا	کوشی	
سبک	خوان	
دستر	غبارا	
عیش	موزوں	

۷۔ درج ذیل ضرب الامثال کا مفہوم واضح کریں:

- آم کے آم گٹھلی کے دام
- آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل
- بوڑھی گھوڑی لال لگام
- تخمِ تاثیر صحبت اثر
- چور کی داڑھی میں تنکا
- تلے تیس اُوپر بیس

۸۔ سبق "چار پائی" کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۹۔ سیاق و سباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباس کی تشریح کریں اور حوالۂ متن بھی درج کریں:

- "چار پائی ہندوستان کی آب و ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ان تمام لوازم کو پورا کر سکتی ہے۔"

سرگرمی برائے طلبہ:

- اپنے کسی پسندیدہ انشا پرداز کا تعارف تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو صنفِ انشائیہ کی مختصر تاریخ سے آگاہ کریں۔
- صنفِ انشائیہ کی نمایاں خصوصیات طلبہ کو بتائیں۔
- اُردو کے چند انشائیہ نگاروں کے نام بتائیں۔

Web version of PECTAA Not for Sale